کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ[1]

(تحریر فرمودہ ۱۷ رمئی ۱۹۳۸ء)

یوں تو مئی کا مہینہ ہمارے لئے ہمیشہ ہی ایک بڑے رنج وغم کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے لیکن اس سال کے مئی میں یہ خصوصیت ہے کہ اس میں غم پر مشتمل تازہ واقعات کا بھی ایک اجتماع ہو گیا ہے۔ پہلے حافظ بشیر احمد ہمارے نوجوان اور ہونہار مبلغ کی خدام الاحمدیہ کے سلسلہ میں کام کرتے ہوئے اچانک موت ہوئی، پھر خان صاحب فقیر محمد خان صاحب سپرنٹنڈنٹ انجنیئر کی ناگہاں موت واقع ہوئی، اس کے بعد ''الفضل'' میں پڑھا کہ چوہدری عبدالقادر صاحب پلیڈر رفوت ہو گئے اور اب چوہدری نصر اللہ خان صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ یعنی عزیزم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ[2]

دنیا میں جو آیا اس نے مرنا ہے اور اس راستہ پر ہر ایک کو گزرنا ضروری ہے لیکن ایک ایسی قوم جو دنیا میں اس طرح بسر کر رہی ہے جس طرح بتیس دانتوں میں زبان، اس کے لئے اس کا ہر فرد قیمتی ہے اور اس کا نقصان رنج دِہ۔ لیکن جب ایک قلیل عرصہ میں کئی کام کرنے والے نوجوان اور دعائیں کرنے والے عمر رسیدہ فوت ہو جائیں تو دل کا رنج وغم اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

حافظ بشیر احمد صاحب مرحوم

جن مرحومین کا مَیں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ہر ایک خاص رنگ رکھتا تھا۔ حافظ بشیر احمد صاحب حافظِ قرآن، جامعہ کے فارغ التحصیل، وقف کنندہ خدام الاحمدیہ کے مخلص کارکن اور اُن نوجوانوں میں سے تھے جن کے مستقبل کی طرف سے نہایت اچھی خوشبو آ رہی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت کچھ اور تھی اس نے انہیں خدامِ احمدیہ کے لئے ایک مثال اور نمونہ بنانا تھا۔ جس جماعت کے بنتے ہی اس کے کارکنوں کو شہادت کا موقع مل جائے اس کے مستقبل کے شاندار ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا اور

اس کے غیرت مند افراد اپنی روایات قائم رکھنے کیلئے ہمیشہ جدو جہد کرتے رہتے ہیں۔ پس یہ موت تکلیف دہ تو ہے لیکن اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کی ایک حکمت کام کرتی نظر آ رہی ہے۔

چوہدری عبدالقادر صاحب مرحوم چوہدری عبدالقادر صاحب پلیڈر ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس کے بڑے افراد سلسلہ کے سخت مخالف تھے اور ہیں۔ نوجوانی میں احمدی ہوئے اور سب مخالفتوں کا خاموش مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پختہ ایمان کا ثبوت دیا۔ باوجود ایک مکروہ پیشہ سے تعلق رکھنے کے ایک نیک اور سعید نوجوان تھے اللہ تعالیٰ ان کی رُوح کو بخشش سے ڈھانپ لے۔

خان صاحب فقیر محمد خانصاحب مرحوم خانصاحب فقیر محمد خانصاحب وہی ہیں جنہوں نے آج سے چند سال پہلے مجھے دہلی میں کہا تھا کہ ہماری دو والدہ تھیں اور ہر ایک سے دو دو بیٹے ہیں۔ ہم نے انصاف سے کام لیا ہے اور ہر ایک والدہ کا ایک ایک بیٹا احمدیوں کو دے دیا ہے اور ایک ایک بیٹا سُنیوں کو۔ گویا روپیہ میں سے آٹھ آٹھ آنے ہم نے دونوں میں تقسیم کر دیئے ہیں اور میں نے اس پر انہیں جواب دیا تھا کہ خدائی سلسلے اس تقسیم پر خوش نہیں ہوتے بلکہ وہ تو سارا ہی لیا کرتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے اہل و عیال سمیت ولایت جا رہے تھے ان کو خدا نے انگلستان میں ہی ہدایت دی اور وہیں سے بیعت کا خط لکھ دیا اور لکھا آپ کی بات کس قدر جلد پوری ہوگئی۔ میں تیسری چونی آپ کے پاس بیعت کیلئے آتا ہوں دعا کریں چوتھی چونی یعنی بقیہ بھائی بھی احمدی ہو جائے۔ انہوں نے پہلا چندہ اسی دن بھجوایا اور پھر نہایت استقلال سے دینی خدمات میں حصہ لیتے رہے۔ گزشتہ سال ان کے اکلوتے لڑکے عزیز کیپٹن ڈاکٹر نثار احمد کا لڑائی میں گولی لگنے سے انتقال ہوگیا۔ اب ایک سال کے بعد وہ چھت کے گر جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ہمارا لاؤڈ سپیکر عرصہ تک ان کی رُوح کے لئے ثواب کا ذریعہ بنا رہے گا اور اس کی گونج میں ان کی آواز ہمیں ان کی یاد دلاتی رہے گی۔

چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ صاحبہ کی وفات آخر میں عزیزم چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ کی وفات کی خبر آئی ہے اور افسوس کہ اس وقت کہ میں مرکز سے بہت دور ہوں اور آسانی سے میرا وہاں پہنچنا اور جنازہ میں شامل ہونا مشکل نظر آ رہا ہے جس کا مجھے

سخت افسوس ہے۔ میں نے ابھی خبر سنتے ہی موٹر میں ایک آدمی کو میر پور خاص بھجوا دیا ہے کہ فون کر کے دریافت کرے کہ کیا میرا وقت پر پہنچنا ممکن ہے یا نہیں اگر ایسا ہو سکا تو میری یہ خواہش کہ میں ان کا جنازہ پڑھا کر انہیں دفن کر سکوں پوری ہو جائے گی، ورنہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے سرِ تسلیم خم ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرحومہ کے خاوند چوہدری نصر اللہ خان صاحب مرحوم ایک نہایت مخلص اور قابلِ قدر احمدی تھے اور انہوں نے سب سے پہلے میری آواز پر لبیک کہی اور اپنی زندگی وقف کی اور قادیان آ کر میرا ہاتھ بٹانے لگے اس لئے ان کے تعلق کی بناء پر ان کی اہلیہ کا مجھ پر اور میری وساطت سے جماعت پر ایک حق تھا۔ پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ عزیزم چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب جنہوں نے اپنی عمر کے ابتدائی حصہ سے ہی رُشد و سعادت کے جوہر دکھائے ہیں اور شروع ایامِ خلافت سے ہی مجھ سے اپنی محبت اور اخلاص کا اظہار کرتے چلے آئے ہیں، مرحومہ ان کی والدہ تھیں اور اس تعلق کی بناء پر بھی ان کا مجھ پر حق تھا لیکن باوجود اس کے کہ اکثر عورتوں کا تعلق طفیلی ہوتا ہے۔ یعنی اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی کے سبب سے ہوتا ہے مرحومہ ان مستثنیٰ عورتوں میں سے تھیں جن کا تعلق براہِ راست اور بلا کسی واسطہ کے ہوتا ہے۔ وہ اپنے مرحوم خاوند سے پہلے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں، ان سے پہلے انہوں نے بیعتِ خلافت کی اور ہمیشہ غیرت وحمیّت کا ثبوت دیا، چندوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینا، غرباء کی امداد کا خیال رکھنا ان کا خاص امتیاز تھا، دعاؤں کی کثرت اور اس کے نتیجہ میں سچی خوابوں کی کثرت سے خدا تعالیٰ نے ان کو عزت بخشی تھی۔ انہوں نے خوابوں سے ہی احمدیت قبول کی اور خوابوں سے ہی خلافتِ ثانیہ کی بیعت کی۔

مجھے ان کا یہ واقعہ نہیں بھول سکتا جو بہت سے مَردوں کیلئے بھی نصیحت کا موجب بن سکتا ہے۔ گزشتہ ایام میں جب احراری فتنہ قادیان میں زوروں پر تھا اور ایک احراری ایجنٹ نے عزیزم میاں شریف احمد صاحب پر راستہ میں لاٹھی سے حملہ کیا تھا جب انہیں ان حالات کا علم ہؤا تو انہیں سخت تکلیف ہوئی۔ بار بار چوہدری ظفر اللہ خان سے کہتی تھیں۔ ظفر اللہ خاں! میرے دل کو کچھ ہوتا ہے۔ حضرت اماں جان کا دل تو بہت کمزور ہے ان کا کیا حال ہوگا۔ کچھ دنوں بعد چوہدری صاحب گھر میں داخل ہوئے تو انہیں معلوم ہؤا جیسے مرحومہ اپنے آپ سے کچھ باتیں کر رہی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ بے بے جی کیا بات ہے تو مرحومہ نے جواب دیا کہ میں وائسرائے سے باتیں کر رہی

تھی ۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ آپ سچ مچ ہی کیوں باتیں نہیں کرلیتیں انہوں نے کہا کیا اس کا انتظام ہوسکتا ہے؟ چوہدری صاحب نے کہا کہ ہاں ہوسکتا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا بہت اچھا پھر انتظام کر دو۔ قرآنی تعلیم کے مطابق ان کی عمر میں وہ پردہ تو تھا ہی نہیں جو جوان عورتوں کیلئے ہوتا ہے۔ وہ وائسرائے سے ملیں اور چوہدری صاحب ترجمان بنے۔ لیڈی ولنگڈن بھی پاس تھیں۔ چوہدری صاحب نے صاف کہہ دیا کہ میں کچھ نہیں کہوں گا جو کہنا ہو خود کہنا۔ چنانچہ مرحومہ نے لارڈ ولنگڈن سے نہایت جوش سے کہا کہ میں ایک گاؤں کی رہنے والی عورت ہوں، میں نہ انگریزوں کو جانوں اور نہ ہی ان کی حکومت کے اسرار کو۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا تھا کہ انگریزی قوم اچھی قوم ہے اور ہمیشہ تمہاری قوم کے متعلق دل سے دعائیں نکلتی تھیں۔ جب کوئی تمہاری قوم کے لئے مصیبت کا وقت آتا تھا رو رو کر دعائیں کیا کرتی تھی کہ اے اللہ! تُو ان کا حافظ و ناصر ہو تو ان کو تکلیف سے بچائیو لیکن اب جو کچھ جماعت سے خصوصاً قادیان میں سلوک ہو رہا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ارادہ سے نہیں بلکہ آپ ہی آپ بددعا نکلتی ہے۔ آخر ہم لوگوں نے کیا کیا ہے کہ اس رنگ میں ہمیں تکلیف دی جاتی ہے چوہدری صاحب نے لارڈ ولنگڈن سے کہا کہ میں صرف ترجمان ہوں میں وہی بات کہہ دوں گا جو میری والدہ کہتی ہیں۔ آگے آپ انہیں خود جواب دے دیں اور ان کی بات لارڈ ولنگڈن کو پہنچا دی۔ اس سیدھے سادھے اور باعزت کلام کا اثر لیڈی ولنگڈن پر تو اس قدر ہؤا کہ اُٹھ کر مرحومہ کے پاس آ بیٹھیں اور تسلی دینی شروع کی اور اپنے خاوند سے کہا کہ یہ معاملہ ایسا ہے جس کی طرف تم کو خاص توجہ دینی چاہئے۔ کتنے مرد ہیں جو اس دلیری سے سلسلہ کے لئے اپنی غیرت کا اظہار کرسکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی روح کو قبولیت کے ہاتھوں سے لے اور اپنے فضلوں کا وارث کرے۔ آمین

عزیزم چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب سے وہ اپنے سب بیٹوں سے زیادہ محبت کرتی تھیں اور اکثر کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سب سے زیادہ عزت بھی دی ہے اور سب سے زیادہ میرا ادب بھی کرتے ہیں۔ ابھی شوریٰ کے موقع پر چوہدری صاحب کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔ دو تین دفعہ مجھے ملنے آئیں۔ خوش بہت نظر آتی تھیں مگر کہتی تھیں مجھے اپنا اندر خالی خالی نظر آتا ہے۔ ان کا ایک خواب تھا کہ اپریل میں وہ فوت ہونگی مگر خوابوں کی بعض دفعہ مخفی تعبیر ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپریل میں اس بیماری نے لگنا تھا جس سے وہ فوت ہوئیں۔ اپریل کے اس قدر قریب عرصہ میں ان کا فوت ہونا اس خواب کے سچے ہونے کا ایک یقینی ثبوت ہے۔

ایک دو سال ہوئے مَیں نے خواب میں دیکھا میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوں اور میرے سامنے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب لیٹے ہوئے ہیں اور ۱۱۔۱۲ سال کی عمر کے معلوم ہوتے ہیں۔ کُہنی پر ٹیک لگا کر ہاتھ کھڑا کیا ہوا ہے اور اس پر سر رکھا ہوا ہے۔ ان کے دائیں بائیں عزیزم چوہدری عبداللہ خان صاحب اور چوہدری اسداللہ خان صاحب بیٹھے ہیں ان کی عمریں آٹھ آٹھ نو نو سال کے بچوں کی سی معلوم ہوتی ہیں۔ تینوں کے منہ میری طرف ہیں اور تینوں مجھ سے باتیں کر رہے ہیں اور بہت محبت سے میری باتیں سن رہے ہیں اور اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں میرے بیٹے ہیں اور جس طرح گھر میں فراغت کے وقت ماں باپ اپنے بچوں سے باتیں کرتے ہیں اسی طرح میں ان سے باتیں کرتا ہوں۔ شاید اس کی تعبیر بھی مرحومہ کی وفات ہی تھی کہ الٰہی قانون کے مطابق ایک قسم کی ابوت یا مامتا جگہ خالی کرتی ہے تو دوسری قسم کی ابوت یا مامتا اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ مرحومہ کے والد بھی احمدی تھے اور ان کے بھائی چوہدری عبداللہ خان صاحب داتا زید کا والے ایک نہایت پُرجوش احمدی ہیں اور اپنے علاقہ کے امیر جماعت ہیں۔ حضرت خلیفۃ اوّل کے وقت سے مجھ سے اخلاص رکھتے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ اظہارِ اخلاص میں پیش پیش رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو اپنے قُرب میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو انکی دعاؤں کی برکات سے محروم نہ کرے اور وہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے حق میں پوری ہوتی رہیں۔

یہ سب موتیں ہمارے لئے ایک سبق ہیں اور ہمارے نوجوانوں کو توجہ دلاتی ہیں کہ اپنی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کریں۔ حتّٰی کہ ان میں سے کوئی فوت نہ ہو جس کی جگہ لینے والا دوسرا موجود نہ ہو بلکہ جس ایک کی جگہ لینے والے کئی موجود نہ ہوں۔ آخر ہم سب نے مرنا ہے پھر اس قلیل زندگی کو خدا کے دین کیلئے قربان اور اس کی پیاری یاد میں کیوں صَرف نہ کریں۔ اللہ ہی ہمارا متکفّل ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد

۱۷رمئی ۱۹۳۸ء کیمپ ناصر آباد۔ سندھ

(الفضل ۲۲رمئی ۱۹۳۸ء)

۱؎ الرّحمٰن: ۲۷ ۲؎ البقرۃ: ۱۵۷